ڈاکٹر وفا راشدی

دار المطالعہ

ڈاکٹر شیخ محمد ابراھیم خلیل

تاج الشعراء ڈاکٹر شیخ محمد ابراہیم خلیل سندھ کے وہ نامور بزرگ، شاعر، ادیب، نقاد، محقق اور افسانہ نگار تھے۔ جن کی زندگی اتباع رسولؐ، خدمتِ خلق اور ترویج علم وادب کے لئے وقف تھی وہ جسمانی اور دماغی امراض کے ماہر و ممتاز ڈاکٹر تھے۔ فنِ طب میں خاص مقبولیت وشہرت رکھنے کے علاوہ فنِ شعر وادب میں بھی ایک مستند استاد اور معتبر اہل قلم کی حیثیت سے ہر حلقۂ علم وادب میں قدر واحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

الحاج شیخ ابراہیم خلیل کی ولادت ۱۹۰۰ء میں بمقام کراچی ہوئی۔ گرانٹ میڈیکل کالج بمبئی سے ایم بی ایس کرنے کے بعد ۱۹۲۵ء میں حیدرآباد سندھ میں اپنے ذاتی مطب میں پریکٹس شروع کی۔ اسی دوران حیدرآباد میڈیکل ہاسپیٹل میں پروفیسر مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۸ء میں میڈیکل اسکول میں فارماکالوجی کے پروفیسر کی حیثیت سے فرائض انجام دیئے۔ ۱۹۳۶ء میں آسٹریلیا کے دارالحکومت وہاں سے ماہر امراضِ جلد کی سند لی۔ ۱۹۴۰ء میں مینٹل کالج ہاسپیٹل رانچی (ضلع پٹنہ بھارت) سے دماغی امراض کے اسپیشلسٹ (Specialist) کی سند حاصل کرنے کے بعد ۱۹۴۱ء میں مینٹل ہاسپیٹل گدو حیدرآباد کے سپرنٹنڈنٹ کے عہدے پر فائز ہوئے۔ اسی عرصے میں میڈیکل کالج حیدرآباد کے شعبہ ہائے سائیکالوجی (نفسیات) اور سائیکرٹی (Psychiatry) امراض دماغ کے انچارج رہے کراچی میں ڈو میڈیکل کالج کے قیام کے بعد شعبہ فارماکالوجی کے پہلے پروفیسر کی حیثیت سے ان کا تقرر ہوا۔

بالآخر ۱۹۵۵ء میں خیرپور ڈویژن کے ڈائریکٹر آف ہیلتھ کے عہدے سے رٹیائر ہوئے۔ ایک نہایت مخلص، دیانت دار، تجربہ کار اور ہمدرد ڈاکٹر تھے۔ وہ اپنی شرافت، نیکی، اعلیٰ ظرفی، وسیع القلبی، بلند نظری کی وجہ سے ہر چھوٹے بڑے، خاص و عام میں بے حد ہر دلعزیز اور لائق احترام انسان تھے۔

ڈاکٹر صاحب نے حصولِ علم کے شوق، اپنے فن میں مہارت اور مشاہدات حاصل کرنے کی لگن میں دنیا کے مختلف ممالک مثلاً فرانس، اٹلی، انگلستان کا سفر کیا۔ ورلڈ مینٹل ڈاکٹرز کانفرنس جو ۱۹۵۳ء میں ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن بیروت کے زیر اہتمام منعقد ہوئی تھی میں پاکستان کی نمائندگی کی اسی زمانے میں مشرقِ وسطیٰ اور عرب ممالک کے مقدس مقامات کی زیارتیں بھی کیں۔ ۱۹۷۲ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔

ڈاکٹر شیخ ابراہیم خلیل کی جہدِ مسلسل سے بھرپور زندگی اور عدیم المثال علمی، قومی، ملی، سماجی، خدمات فراموش نہیں کی جاسکتیں وہ سندھ کی متعدد علمی و قومی تحریکوں کے بانی تھے۔ سندھ کے کئی قومی و تعلیمی ادارے جو آج تعلیم، تہذیب و ثقافت اور جوان نسلوں کی تربیت کا گہوارہ ہیں ان کے قیام اور استحکام شیخ صاحب کی انتھک محنت، بے لوث و بے غرض کوششوں اور ذاتی اخلاص و ایثار کا مرہونِ منت ہیں۔ حیدرآباد کے سٹی آرٹس کالج، کامرس کالج، جناح لاکالج، نور محمد ہائی اسکول اور دیگر بعض تعلیمی اداروں کے بانیوں میں شیخ صاحب کا نام شامل ہے وہ ان اداروں کے صدر بھی رہے ہیں۔ سندھی ادبی بورڈ، سندھ یونیورسٹی سنڈیکیٹ، سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، سندھ میڈیکل بورڈ، روٹری کلب وغیرہ کے بانی رکن اور صدر نشین بھی رہے ہیں۔

ڈاکٹر شیخ ابراہیم خلیل کا وسیع نجی کتب خانہ اُن کے ذاتی مکان خلیل بلڈنگ لطیف آباد ۲ حیدرآباد میں واقع تھا۔ راقم الحروف سمیت ملک اکثر و بیشتر اسکالرز نے اس کتب خانے سے خاطر خواہ استفادہ کیا ہے۔ شیخ صاحب کی وفات کے بعد وہ کتب خانہ وہاں سے منتقل ہو چکا ہے اور اس کی اہمیت اب وہ نہیں رہی جو شیخ صاحب کی زندگی میں تھی۔

شیخ ابراہیم خلیل عربی، فارسی، سندھی، اردو کے عالم تھے۔ فارسی، سندھی اور اردو شاعری میں ان کا مقام بہت بلند تھا۔ اُن کے ایسے شاگردوں کی تعداد کافی ہے جو سندھی اور اردو میں شعر کہتے ہیں اور استادی کا درجہ رکھتے ہیں۔ شیخ صاحب نے انگریزی ادبیات کا بھی وسیع مطالعہ کیا تھا۔ انگریزی ادب پر ناقدانہ

نظر رکھتے تھے۔ انگریزی روانی سے بولتے اور لکھتے تھے۔ انہوں نے اردو اور سندھی نثر میں تحقیقی، تنقیدی، تاریخی مضامین، خاکے، ڈرامے کثرت سے لکھے۔ بمبئی کے دورانِ قیام فلم اور اسٹیج کے لئے ان کے ڈرامے اور کہانیاں بہت مقبول ہوئیں لیکن یہ میدان اُن کے مزاج کے خلاف تھا۔ اس لئے یہ شوق ترک کر دیا۔

ابراہیم خلیل کے اردو مقالات میں 'اقبال کا علم الکلام' (مطبوعہ نیرنگِ خیال لاہور) سندھی میں قومی شاعری (مطبوعہ قومی شاعری نمبر جریدہ صریر خامہ سندھ یونیورسٹی مرتبہ ڈاکٹر دفاراشدی)، سندھی میں کلامِ اقبال کے منظوم ترجمے، مختلف موضوعات پر ان کی ریڈیائی تقریریں اور صدارتی خطبات وغیرہ ان کے علاوہ ہیں۔ شاہ لطیف بھٹائی کے افکار و معارف سے متعلق ان کے کئی تحقیقی مقالات بہت معیاری ہیں۔ ڈاکٹر میری شمویل نے شاہ صاحب پر جو کام کیا اس میں شیخ صاحب کی تحقیق کا بھی تذکرہ شامل ہے شیخ صاحب کے بے شمار سندھی مضامین سہ ماہی مہران حیدر آباد، ماہنامہ نئی زندگی (کراچی و حیدر آباد) کے شماروں میں محفوظ ہیں۔

۱۹۷۷ء میں علامہ شیخ محمد اقبال کے صد سالہ جشنِ ولادت کے موقع پر لاہور میں منعقدہ بین الاقوامی کانفرنس میں ابراہیم خلیل نے سندھ کی نمائندگی کی، اور اردو میں اپنا ایک رفیع مقالہ "اقبال بحیثیت متکلم" پڑھا۔ ان کا یہ یادگار مقالہ جشن اقبال کے خصوصی جریدہ میں شائع ہو چکا ہے۔ ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ کی تحریک پر ۱۹۷۷ء ہی میں شیخ صاحب نے "اقبال حیات اور افکار"[1] کے موضوع پر ایک ضخیم اور مفصل کتاب لکھی اقبالیات کے ضمن میں اس سے پہلے اتنی مبسوط اور جامع سندھی میں کوئی کتاب موجود نہیں تھی۔ راقم نے دیکھا کہ شیخ صاحب نے حکومت پاکستان کی فرمائش پر دن اور رات کی محنت شاقہ اور جاں فشانی سے اس کتاب کو صرف تین ماہ کی قلیل مدت میں مکمل کیا جب کہ یہ برسوں کا کام تھا۔ یہ کتاب پہلے ڈاکٹر محمد معز الدین اور بعد میں پروفیسر مرزا منور ڈائرکٹرز اقبال اکیڈمی لاہور کی زیر نگرانی شائع ہوئی۔ اس

---

[1] ڈاکٹر شیخ ابراہیم خلیل راقم کے بے حد مشفق و مہربان بزرگ تھے۔ اپنے علمی و ادبی کاموں کے سلسلے میں تبادلہ خیالات کیا کرتے تھے۔ یہ ان کی بڑائی تھی کہ راقم کی تجویز پر انہوں نے اپنی کتاب کا نام اقبال، حیات اور افکار رکھا۔ اس کتاب کی ترتیب و تدوین کے سلسلے میں راقم نے ڈاکٹر صاحب کے لئے مطلوبہ کتاب اور ضروری مواد فراہم کرنے کی سعادت حاصل کی۔

ضعیف العمری میں یہ انتھک محنت مہلک ثابت ہوئی۔ ان کی صحت گرنے لگی۔ بالآخر کار ان کی جان لیکر رہی ۱۹ نومبر ۱۹۸۲ء کو وہ اپنے ربِ حقیقی سے جا ملے۔

ڈاکٹر شیخ ابراہیم خلیل کی مسلسل علمی و ادبی خدمات کے اعتراف میں ریاست خیرپور کی عظیم ادبی کانفرنس منعقدہ زیر اہتمام جمعیت الشعرائے سندھ کے ایک بڑے اجتماع میں انہیں "تاج الشعراء" کا لقب تفویض کیا گیا۔ مئی ۱۹۸۰ء میں دائرۂ ادب پاکستان اور زیب ادبی مرکز سندھ کے اشتراک سے پاکستان نیشنل سینٹر حیدرآباد میں ڈاکٹر صاحب کی اسی سالہ سالگرہ پروفیسر قوی احمد پرنسپل گورنمنٹ سندھ کالج آف کامرس کی صدارت میں منائی گئی۔ اس عظیم الشان اجلاس میں راقم (وفا راشدی) کی تحریک پر اہلِ قلم کی اکثریت نے شیخ صاحب کو "بابائے اردو سندھ"[۱] کے لقب سے نوازا۔

سندھ میں اردو اور سندھی زبان و ادب کے فروغ کے لئے ولیے دِرمے قدمے سخنے ہر صورت میں عملی حصہ لیا۔ اور غیر معمولی خدمات انجام دیں۔ جن کی مثال نہیں ملتی۔ وہ ۱۹۱۲ء سے زندگی کے آخری لمحے تک شعر کہتے رہے وہ جمعیت الشعراء سندھ، بزم خلیل کے علاوہ سندھ میں متعدد ادبی تحریکات کے بانی و سرپرست تھے سرور علی سرور حیدرآبادی مرحوم کی تحریک پر ۱۹۴۵ء میں "بزم خلیل" معرضِ وجود میں آئی۔ پہلے ہر اتوار پھر ہر جمعہ کی شام کو ہر ہفتے پابندی سے ان کی رہائش گاہ پر ادبی نشستیں منعقد ہوا کرتی تھیں۔ جن میں اردو سندھی کے ارباب قلم بڑی تعداد میں شرکت کرتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب اپنے ذاتی خرچ سے شرکاء کی تواضع اور ضیافت

۱۔ شیخ ابراہیم خلیل کے اسی سالہ جشن سالگرہ کے موقع پر حسب الحمیں "بابائے اردو سندھ" کا لقب دیا گیا تھا۔ جن ارباب فکر و دانش نے ان کی خدمت میں مقالات و منظومات کے ذریعہ خراج عقیدت پیش کیا۔ ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

اردو اہلِ قلم ا۔ پروفیسر سید قوی احمد (پرنسپل گورنمنٹ سندھ کالج آف کامرس) ڈاکٹر نجم الاسلام (صدر شعبۂ اردو جامعہ سندھ)، پروفیسر حضور احمد سلیم (صدر شعبۂ فارسی جامعہ سندھ)، جبریل صدیقی مرحوم، پروفیسر رفعت علی خان، (پرنسپل سٹی آرٹس کالج حیدرآباد)، حکیم رتھور علی زیدی، (پرنسپل سندھ طبیہ کالج)، پروفیسر عظیم عباسی، برگ یوسفی، ساغر دہلوی، ڈاکٹر عصرت کاسگنجوی (لنگویج ایکسپرٹ سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ) ڈاکٹر موفا راشدی

سندھی اہلِ قلم:۔ عابد لغاری (ایڈیٹر ماہنامہ نئی زندگی سندھی)، نور شاہین ہما، عبدالقیوم صائب، منظور نقوی مرزا سلطان حیدر بیگ، مرزا فتح علی بیگ، غلام رسول بلوچ، احمد شیخ اور ڈاکٹر محمد یوسف بہنور۔

کا اہتمام فرماتے تھے ۔ یہ بات بھی ریکارڈ میں آنی چاہیئے کہ نشست کی شام کو نہ تو وہ کسی مریض کی کال پر جاتے نہ ہی کلینک میں پریکٹس کرتے ۔ اپنے مشن کی دُھن ، تہذیبی اقدار کی پاسداری اور ہوسِ زر سے بے نیازی آج کے کتنے میڈیکل ڈاکٹروں میں پائی جاتی ہے ؟ بزمِ خلیل اور ڈاکٹر خلیل صاحب کی دلآویز شخصیت کشش کا نتیجہ تھا کہ نہ صرف مقامی اربابِ شعروادب بلکہ بیرونی شعراء وادباء بھی دور دور سے بزمِ خلیل کی محلسوں میں شریک ہوتے جن میں بابائے اردو مولوی عبدالحق، حفیظ جالندھری ، جوش ملیح آبادی، جگر مراد آبادی، فضل کریم فضلی ، علامہ رزمی جے پوری اور صادق دہلوی وغیرہ قابلِ ذکر ہیں ۔ سچ تو یہ ہے کہ ڈاکٹر شیخ ابراہیم خلیل اپنی ذات میں ایک ادارہ ، ایک عہد تھے ۔ ان کا رحمت کدہ ایک صوفی منش بزرگ کے آستانے کی طرح سرچشمۂ فیوض و برکات تھا۔ راقم کو وہ بے حد عزیز جانتے تھے ۔ ہر کام میں حوصلہ افزائی فرماتے تھے ۔ ہمیشہ اپنے قیمتی مشوروں سے نوازتے تھے ۔ یہ ان کی بزرگانہ شفقت کی انتہا تھی کہ انھوں نے راقم کو اپنے کتب خانے سے استفادے کی پوری پوری آزادی دے رکھی تھی ۔ یہاں تک کہ اگر کھانے کا وقت ہو جاتا تو وہ بڑی محبت اور خلوص سے اپنے دسترخوان میں ساتھ کھلاتے تھے ۔ ایسی محبت اور شفقت کے اہلِ علم بزرگ اب کہاں ؟[1]

شیخ ابراہیم خلیل سندھی کے ایک اچھے افسانہ نگار بھی تھے ۔ انھوں نے مینٹل ہاسپیٹل کی تعیناتی کے زمانے کے مشاہدات و تجربات کو افسانوی رنگ میں لکھا ۔ قید مجذوب سے متعلق پاگل افسانوی کی سچی کہانیوں میں نفسیاتی تجزیہ کیا ۔ چونکہ زندہ اور مجذوب انسانوں کی زندگی کے حقیقی واقعات سے تعلق رکھتی ہیں اس لئے یہ کہانیاں نہ صرف دلچسپ بلکہ روحانی کیفیات کی حامل بھی ہیں ۔ ڈاکٹر صاحب کی یہ سچی کہانیاں "عبرت کدہ" کے نام سے تین حصوں میں الگ الگ تین بار زیب ادبی مرکز حیدرآباد کی جانب سے احمد شیخ کے زیرِ اہتمام شائع ہو چکی ہیں ۔ ان کہانیوں کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اب اس کا کوئی ایڈیشن دستیاب نہیں ہے ۔

"عبرت کدہ" کے بیشتر سندھی افسانوں کے اردو ترجمے ماہنامہ اردو ڈائجسٹ لاہور اور کئی رسائل

---

[1] ڈاکٹر خلیل نے اس ناچیز (وفا راشدی) کی کتاب "سنہرا دیس" پر ایک مضمون سندھی زبان میں تحریر فرمایا تھا جو ماہنامہ نئی زندگی کراچی خصوصی شمارہ دسمبر ۱۹۶۴ء (زیرِ ادارت مولانا عبدالواحد سندھی مرحوم) شائع ہوا تھا ۔

داخبارات میں چھپ چکے ہیں۔

ڈاکٹر شیخ ابراہیم خلیل کی متنوع علمی و ادبی خدمات کا اندازہ ان کی حسب ذیل سندھی اردو تصانیف کے گوناگوں موضوعات سے لگایا جا سکتا ہے۔

مطبوعہ

تحقیق و تنقید ــــ اقبال، حیات اور افکار

تنقید ــــ ادب و تنقید ــــ (سندھی میں تنقید اور فنِ تنقید پر پہلی جامع کتاب)

تاریخ ادب، سندھی

(۱) سندھی مثنوی کا ارتقاء

(۲) سندھی رباعی کی تاریخ اور فنِ عربی

اسلامی تاریخ ــــ تاریخ بیت اللہ

تذکرے ــــ (۱) تذکرہ قدیم شعرائے سندھ

(۲) بلبل سندھ (شمس الدین بلبلؔ کے حالات زندگی اور خدمات علم و ادب کا معلوماتی جائزہ)

علم عروض ــــ رہنمائے شاعری، چار حصوں میں۔

. (سندھ یونیورسٹی کے ایم۔اے کے نصاب میں شامل ہے۔ اس کے کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں)

افسانے ــــ عبرت کدہ، مجذوب انسانوں کی سچی کہانیاں)۔

غیر مطبوعہ

شعری مجموعے

(۱) کلیاتِ خلیل (سندھی)

(۲) گلزارِ خلیل (اردو)

بقیہ صفحہ ۲۸ پر ملاحظہ فرمائیں